مفت سلسلہ اشاعت نمبر 105

مشتاقانِ جمالِ نبوی کی کیفیات

جذب و مستی

حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد
کاغذی بازار میٹھادر کراچی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلصَّلوٰۃُ وَ السَّلامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہ ﷺ

نام کتاب : مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب ومستی

مصنف : مفتی محمد خان قادری صاحب مدظلہ العالی

ضخامت : ۴۸ صفحات

تعداد : ۲۰۰۰

سن اشاعت : اکتوبر 2002ء

مفت سلسلہ اشاعت : ۱۰۵

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔74000 فون:2439799

زیر نظر کتابچہ "جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان" کے تحت شائع ہونے والے سلسلہ مفت اشاعت کی 105 ویں کڑی ہے۔ یہ کتابچہ دراصل لاہور شہر کے ممتاز عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب کے رسالہ "مشتاقان جمال نبوی کی کیفیات جذب ومستی" سے اخذ کیا گیا ہے۔ اصل رسالے کی نئے سرے سے کمپیوٹر کتابت کی گئی ہے اور اس میں موجود عربی عبارت کو حذف کر کے صرف اردو مواد پر اکتفا کیا گیا ہے۔

ادارہ حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری صاحب کا بے حد مشکور وممنون ہے کہ انہوں نے اس رسالے کو ہمارے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اللہ تعالیٰ مفتی صاحب موصوف کے علم میں عمر میں اور عمل میں خیر وبرکت نازل فرمائے اور ان کا سایہ عاطفت تادیر ہم عوام اہلسنّت پر قائم ودائم رکھے۔ امید ہے زیر نظر کتابچہ بھی قارئین کرام کے علمی ذوق پر پورا اترے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ابتدائیہ

اس کائنات میں حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد حضور ﷺ کے صحابہ ؓ کا مقام ہے۔ آپ ﷺ کے صحابہ ؓ کو تمام دیگر انبیاء کے ساتھیوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ ورسول ﷺ سے انہیں جو تعلق حاصل ہے وہ انہیں کا حصہ ہے، بلاواسطہ فیض نگاہ نبوی ﷺ سے ان کے سینے نور علی نور ہوئے، اللہ تعالی کے محبوب ﷺ کے چہرۂ اقدس اور شخصیت مبارکہ کو صبح وشام دیکھنا اور تکنا فقط انہیں نصیب ہوا، آپ ﷺ کی صحبت میں بیٹھنا، آپ ﷺ کی شیریں وحسین گفتگو سے محظوظ ہونا، آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت جبریل کو آتے جاتے، نزول قرآن اور کیفیات وحی کو دیکھنے کا شرف صرف انہوں نے پایا، زمین وآسمان نے ان سے بڑھ کر اللہ ورسول ﷺ سے وفادار اور سچے اور سُچے انسان نہیں دیکھے، وہ راتوں کو بارگاہ ایزدی میں مصلوں کی پشتوں پر اور دن کو ظلم کے خلاف گھوڑوں کی پشتوں پر دکھائی دیتے، ان کے سینے اللہ ورسول ﷺ کی محبت سے آباد تھے اور ان کے دل ودماغ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کی سرشاریوں سے معمور وشاداب تھے ان کی یہ کیفیت تھی:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ان کے ظاہر پر اگر شریعت کا پہرہ تھا تو ان کے باطن پر خشیت ومحبت الٰہی کی حکمرانی تھی۔ وہ اللہ ورسول ﷺ کو جس طرح مسجد میں مانتے تھے بازار میں بھی اسی طرح ان کے آگے دل ودماغ کو جھکائے رکھتے تھے، وہ صرف مسجد میں ہی نماز ادا نہیں کرتے تھے بلکہ چوبیس گھنٹے نمازی رہتے تھے، ان کا تن ہی نمازی نہ تھا بلکہ ان کا من، تن سے بڑھ کر نمازی تھا ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن نے کہا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ

" کچھ مرد ایسے ہیں جنہیں کوئی تجارت اور بیع، اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی بارگاہ میں بصورت نماز حاضری سے مشغول نہیں کرسکتی۔" (النور)

یعنی ان کا ہاتھ کام کی طرف ہوسکتا ہے لیکن دل اپنے یار اور محبوب حقیقی کی یاد میں مگن رہتا ہے۔ وہ اگر نماز و روزہ اپنے مولیٰ کی خوشنودی کے لئے ادا کرتے تھے تو ان کی تجارت، کاروبار، خدمت خلق اور زندگی کا ہر عمل بھی اللہ ورسول ﷺ کی خاطر ہی ہوا کرتا تھا:

اِنَّ صَلوٰتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

"بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔"

موت کے وقت بھی ان کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ کاش ہمارا سر اس کی بارگاہ میں اور رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر ہو، دشمن انہیں پھانسی پر لٹکاتے وقت ان کی آخری خواہش پوچھتے تو وہ کہتے ہمیں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سجدے کی اجازت دے دو۔ غزوہ میں شہید ہوتے وقت پوچھتے میرے کریم آقا کہاں ہیں؟ اگر کوئی بتا دیتا بالکل قریب ہیں تو اپنے آپ کو گھسیٹ کر آپ ﷺ کے قدموں تک پہنچ جاتے اور قدموں پر سر رکھ کر کہتے۔

"رب کعبہ کی قسم اب کامیابی نصیب ہوئی ہے۔"

دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

ذرا حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی اس مقدس گفتگو پر ایک نظر ڈال لیجئے جو انہوں نے شہادت کے آخری لمحات میں بطور پیغام فرمائی تھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے غزوۂ احد کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا کہ:۔

" کیا سعد زندہ ہیں یا شہید ہوگئے ہیں......؟"

میں نے عرض کیا :۔

"یارسول اللہ ﷺ میں ان کے بارے میں معلوم کرتا ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"اگر تیری ملاقات ہو جائے تو میرا انہیں سلام کہنا اور پوچھنا کیسے ہو......؟"

میں انہیں شہدا میں تلاش کرتا ہوا نکلا تو ان کے آخری سانس تھے، ان کا جسم، تیر اور تلواروں کے ستر سے زائد زخموں کی وجہ سے چور چور تھا، میں نے آواز دی:۔

"اے سعد......! رسول اللہ ﷺ سلام دے رہے ہیں اور پوچھ رہے ہیں کیا محسوس کر رہے ہو......؟"

حضرت سعد نے آنکھیں کھولیں اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہوئے کہنے لگے:۔

"اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرو تم پر بھی سلام ہو، عرض کرنا ......میں جنت کی خوشبو پارہا ہوں اور انصار بھائیوں کو میرا یہ پیغام دے دینا کہ اگر تم میں سے ایک شخص کے زندہ ہوتے ہوئے بھی حضور ﷺ کو تکلیف پہنچی تو تمہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں معافی نہیں ملے گی۔

(المستدرک 3-201)

ایک لمحہ رک کر حضرت خباب بن حارث رضی اللہ عنہ کی جرات و محبت کو بھی پڑھ لیجئے، امام شعبی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب تم اسلام لائے تو اس وقت مشرکین کی طرف سے تم پر کیسے گذری۔"

انہوں نے کہا:۔

"اے امیر المومنین......! میری پشت پر نظر ڈالو۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی پشت دیکھ کر فرمایا کہ:۔

"میں نے آج تک ایسی زخمی پشت کسی کی نہیں دیکھی۔"

اس پر حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ان زخموں کا سبب یہ ہے کہ:۔

"آگ جلا کر مجھے اس میں اوندھا کر کے ڈال دیا جاتا پھر اس کے انگارے میری پشت کی چربی پگھلنے سے ہی بجھتے۔" (اسد الغابہ 2-115)

پھر وہاں سے نکال کر پوچھتے اب تو دین الٰہی کو مانے گا......؟ میں ان کے جواب میں کہتا یہ آگ، انگارے اور اس کی تپش میرے سینے سے اللہ اور رسول کی محبت کو خارج کرنے کے بجائے اس میں اضافہ اور تپش پیدا کر رہے ہیں۔

ذرا بلال کے عشق و محبت کی مستی سے کچھ لذت لیجئے، کون سا ظلم کا پہاڑ اس عاشق رسول پر نہیں ڈھایا گیا، گرم ریت پہ لٹا کر ان کے پیٹ پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے تاکہ حرکت نہ کر سکیں، بچوں کے حوالے کر دیا جاتا۔

"جو انہیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے جب بچے تھک جاتے پھر انہیں چھوڑتے۔"

(اسد الغابہ، 1-245)

چشم فلک نے ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا جانثار، بلال رضی اللہ عنہ جیسا عاشق، خباب رضی اللہ عنہ جیسا وفادار، سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ جیسا دیوانہ، علی رضی اللہ عنہ جیسا موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بستر نبی پر لیٹنے والا اور زید بن وشنہ رضی اللہ عنہ جیسا محبّ کبھی نہیں دیکھا نہ ان سے پہلے نہ ان کے بعد۔ نگاہ نبوی ﷺ کے فیض سے انہیں علم و عمل میں وہ مقام نصیب ہوا کہ کوئی انسان زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ان میں سے کسی کی بھی اقتدا کرے، کامیابی اس کے قدم چومے گی، خود ان کے مربی ﷺ کا فرمان ہے:۔

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی اقتدا کر لو منزل پا لو گے۔"

بلکہ ہم سب کے خالق جل وعلا شانہ کا مقدس فرمان ہے:۔

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا

"اگر لوگ اس طرح ایمان لے آئیں جس طرح صحابہ لائے ہیں تو لوگ

منزل کو پالیں۔"(البقرہ)

آج کا دور بھی کسی ایسے ہی محبت و دیوانے کی تلاش میں ہے بقول ڈاکٹر محمد اقبال:۔

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

کافی عرصہ ہوا ہم نے اس موضوع پر مواد جمع کیا تھا ایک دفعہ شائع بھی ہوا خیال تھا دوبارہ اضافات شامل کر کے شائع کیا جائے گا مگر اس دفعہ بھی کتابت نہ ہونے کی وجہ سے اس میں کامیابی نہ ہوسکی۔

سیرت کے حوالے سے ان موضوعات پر بھی کام شائع ہو رہا ہے۔ جسم نبوی کی خوشبو، رفعت ذکر نبوی، مزاح نبوی، تبسم نبوی، صحابہ کرام اور بوسہ جسم نبوی، گریہ نبوی، اللہ اللہ حضور کی باتیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت کی سرشاریاں عطا فرمائے۔

اسلام کا ادنیٰ خادم

محمد خان قادری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

صحابہ کرام کی خوش بختی اور اقبال مندی کا کیا ٹھکانہ تھا وہ ہمہ وقت جلوہ حسن کا نظارہ کرتے، آپ ﷺ کا چہرہ اقدس دو گھڑی کے لئے اوجھل ہو جاتا تو آتش فرقت میں پروانہ وار جلنے لگتے۔ حضور ﷺ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والہانہ محبت کی کیفیت بیان کرتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

"میرے والد گرامی سارا دن آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر آتے تو جدائی کے یہ چند لمحے کاٹنا بھی ان کے لئے دشوار ہو جاتا وہ ساری ساری رات ماہی بے آب کی طرح بیتاب رہتے ہجر و فراق میں جلنے کی وجہ سے ان کے جگر سوختہ سے اس طرح آہ سرد اٹھتی جس طرح کوئی چیز جل رہی ہو اور یہ کیفیت اس وقت تک رہتی جب تک حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کو دیکھ نہ لیتے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا سبب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا سبب بھی ہجر و فراق رسول ﷺ ہی ہے۔ آپ کا جسم اقدس اس فرقت میں نہایت ہی لاغر ہو چکا تھا، وہ فرماتے ہیں:۔

"ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موت کا سبب غم وصال نبی ہے (یہی وجہ ہے کہ) فراق میں آپ کا جسم نہایت ہی کمزور ہو گیا تھا۔"

(سند ابی اکبر الصدیق ۱۹۸)

ڈاکٹر محمد اقبال اسی سوز و گداز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

قوت قلب و جگر گردد نبی　　از خدا محبوب تر گردد نبی

ذرہ عشق نبی از حق طلب　　سوز صدیق و علی از حق طلب

دارارقم کا واقعہ

مکہ معظمہ میں اسلام کا پہلا تعلیمی اور تبلیغی مرکز کوہ صفا کے دامن میں واقع دارارقم تھا اسی میں رسالت مآب ﷺ اپنے ساتھیوں کو اسلام کی تعلیمات سے روشناس فرماتے۔ ابھی مسلمانوں کی تعداد ۳۹ تک پہنچی تھی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کفار کے سامنے دعوت اسلام اعلانیہ پیش کروں۔ آپ ﷺ کے منع فرمانے کے باوجود انہوں نے اجازت پر اصرار کیا تو آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

"سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے خطبہ دینا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے سب سے پہلی یہی اعلانیہ دعوت تھی۔"

(تاریخ الخمیس، ۱، ۲۹۴)

یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اول خطیب الاسلام کہلائے۔ نتیجتاً کفار نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ خون میں لت پت ہو گئے کوئی آپ کو پہچان نہ سکتا تھا جب انہوں نے محسوس کیا کہ آپ کی روح پرواز کر چکی ہے تو اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور مشورہ کیا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ہم اس کا ضرور بدلہ لیں گے۔

آپ کے والد گرامی ابوقحافہ، والدہ اور آپ کا خاندان اس انتظار میں تھا کہ آپ کو کب ہوش آتا ہے سارا دن پروانہ عشق مصطفوی ﷺ بے ہوش رہا۔ دن کے آخری حصہ میں جب ہوش آیا اور آنکھ کھولی تو پہلا جملہ جو آپ کی زبان اقدس پر جاری ہوا وہ یہ تھا۔

"آپ ﷺ کس حال میں ہیں"

تمام خاندان ناراض ہو کر چلا گیا کہ ہم تو اس کی فکر میں ہیں اور اسے کسی اور کی فکر لگی ہوئی ہے آپ کی والدہ آپ کو کوئی نہ کوئی شے کھانے یا پینے کے لئے کہتیں لیکن اس عاشق رسول ﷺ کا ہر مرتبہ یہی جواب تھا کہ اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ ہی کچھ پیوں گا جب تک مجھے

اپنے محبوب کی خبر نہیں مل جاتی کہ وہ کس حال میں ہیں۔ لخت جگر کی یہ حالت زار دیکھ کر آپ کی والدہ کہنے لگیں۔

"خدا کی قسم مجھے آپ کے دوست کی خبر نہیں کہ وہ کیسا ہے......؟"

آپ نے فرمایا حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت الخطاب کے پاس جاؤ اور ان سے حضور ﷺ کے بارے میں پوچھ کر آؤ آپ کی والدہ ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ماجرا بیان کیا چونکہ انہیں ابھی اپنا اسلام خفیہ رکھنے کا حکم تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوست محمد ﷺ بن عبداللہ کو نہیں جانتی۔ ہاں اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے ساتھ تیرے بیٹے کے پاس چلتی ہوں حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی والدہ کے ہمراہ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو ان کی حالت دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور کہنے لگیں:۔

"اللہ تعالیٰ ان سے ضرور بدلہ لے گا۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑو یہ بتاؤ کہ:۔

"آپ ﷺ کس حال میں ہیں۔"

انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں تو آپ نے فرمایا فکر نہ کرو بلکہ بیان کرو، انہوں نے عرض کیا کہ:۔

"آپ محفوظ و باخیریت ہیں۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا:۔

"آپ ﷺ اس وقت کہاں ہیں؟"

انہوں نے عرض کیا کہ:۔

"آپ ﷺ دار ارقم میں ہی تشریف فرما ہیں"

آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:۔

"خدائے بزرگ و برتر کی قسم میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ ہی

کچھ پیوں گا جب تک میں اپنے محبوب کو اپنی آنکھوں سے باخیریت دیکھ نہ لوں۔"

شمع مصطفوی ﷺ کے اس پروانے کو سہارا دے کر دار ارقم لایا گیا جب حضور ﷺ نے اس عاشق زار کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر تھام لیا۔

اور اپنے عاشق زار پر جھک کر اس کے بوسے لینا شروع کر دیئے۔ تمام مسلمان بھی آپ کی طرف لپکے۔ آپ کو زخمی حالت میں دیکھ کر آپ ﷺ پر عجیب رقت طاری ہوگئی۔ (تاریخ الخمیس، ۱، ۲۹۴)

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری والدہ حاضر خدمت ہیں ان کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں دولت ایمان سے نوازے آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور وہ وہیں دولت ایمان سے شرف یاب ہوگئیں۔

صحابہ کرام کس طرح چہرۂ نبوت کے دیدار فرحت آثار سے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان کیا کرتے تھے اور ان کے نزدیک پسند و دبستگی کا کیا معیار تھا۔ اس کا اندازہ اس روایت سے بخوبی ہو جاتا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان محبت و رفاقت

ایک مرتبہ رسالت ماب ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مجھے تمہاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔

"خوشبو، نیک خاتون اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سنتے ہی عرض کیا کہ:۔

"یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی تین ہی چیزیں پسند ہیں۔"

آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کو تکتے رہنا، اللہ کا عطا کردہ مال آپ ﷺ کے قدموں پر نچھاور کرنا اور میری بیٹی کا آپ ﷺ کے عقد میں آنا۔

(منبہات ابن حجر ۲۱، ۲۲)

جب انسان خلوص نیت سے اپنے رب کریم سے نیک خواہش کا اظہار کرتا ہے تو وہ ذات اپنی شان کریمانہ کے مطابق ضرور نوازتی ہے۔اس اصول کے تحت سیدنا صدیق اکبرؓ کی اللہ تعالیٰ نے تینوں خواہشیں پوری فرمادیں۔

آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسالت مآب ﷺ نے اپنے نکاح میں قبول فرمایا۔سفر وحضر میں آپؓ کو رفاقت مصطفوی ﷺ نصیب رہی۔یہاں تک کہ غار ثور کی تنہائی میں آپؓ کے سوا کوئی اور زیارت سے مشرف ہونے والا نہ تھا۔اور مزار میں بھی او صلوا الحبیب الی الحبیب کے ذریعے اپنی رفاقت عطا فرمادی۔اسی طرح مالی قربانی اس طرح فراوانی کے ساتھ نصیب ہوئی کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

مجھے جس قدر نفع ابوبکرؓ کے مال نے دیا ہے اتنا کسی اور کے مال نے نہیں دیا۔

(تاریخ الخلفاء،۳۰)

دوسرے مقام پر مال کے ساتھ ساتھ صحبت کا ذکر بھی فرمایا:۔

سب سے زیادہ میری رفاقت اختیار کرنے والے اور مجھ پر مال خرچ کرنے والے ابوبکرؓ ہیں۔(البخاری ۱،۵۱۶)

آپ ﷺ کی زیارت بھوکوں کی سیرابی کا ذریعہ تھی

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسالت مآب ﷺ ایسے وقت گھر سے باہر تشریف لائے کہ پہلے کبھی بھی اس وقت باہر تشریف نہ لائے تھے اور نہ ہی یہ ملاقات کا وقت تھا۔اچانک سیدنا صدیق اکبرؓ بھی آ گئے آپ ﷺ نے پوچھا:۔

اے ابوبکر......!ایسے وقت میں تم کیسے آئے؟(شمائل ترمذی،۳۱)

آپ نے عرض کیا:۔

"دل میں خواہش ہوئی کہ اپنے آقا سے ملاقات کروں اور چہرۂ انور کی زیارت سے اپنی طبیعت کو سیراب کر کے سلام عرض کروں۔"

ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ فاروق اعظم ﷜ بھی آ گئے آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"اے عمر! تمہیں کون سی ضرورت اس وقت یہاں لائی ہے؟"

انہوں نے عرض کیا :۔

"یارسول اللہ ﷺ بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"مجھے (بھی) کچھ ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے۔" (شمائل ترمذی، ۳۱)

آپ ﷺ اپنے دونوں غلاموں کے ساتھ اپنے ایک صحابی ابوالہیثم بن التیہان الانصاری ﷜ کے ہاں تشریف لے گئے۔ ابوالہیثم کھجوروں کے باغات کے مالک تھے۔ وہ وہاں موجود نہ تھے۔ ان کی اہلیہ سے پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے لئے پانی لانے گئے ہوئے ہیں۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ابوالہیثم آ گئے جب انہوں نے دیکھا کہ آج میرے گھر میں محبوب خدا اپنے غلاموں سمیت تشریف لائے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ حدیث کے الفاظ میں ان کی کیفیت یوں بیان ہوئی ہے:۔

وہ آپ ﷺ کے (قدموں کے) ساتھ لپٹ گئے اور بار بار کہتے آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

(شمائل ترمذی، ۳۱)

فخر المحدثین امام عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمہ "یلتزم النبی" کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"اس انصاری صحابی ﷜ نے آپ سے معانقہ کیا اپنے سینہ کو آپ کے جسم اطہر کے ساتھ لگایا اور برکتیں حاصل کیں۔" (شرح شمائل، ۲، ۱۹۱)

مسلم شریف میں ہے کہ اس انصاری صحابی نے جب آپ ﷺ کو اپنے گھر بطور مہمان پایا تو اس نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"تمام تعریف اللہ کے لئے ہے آج میرے معزز مہمان سے بڑھ کر روئے کائنات میں کوئی کسی کا مہمان نہیں۔" (المسلم ۲، ۱۷۷)

ذی احتشام مہمانوں کو اس کے بعد اپنے باغ میں لے گئے اور ان کے بیٹھنے کے لئے چادر بچھا دی پھر اجازت لے کر کھجوروں کے خوشے توڑ کر آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کئے۔ آپ ﷺ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ وہ پورے کا پورا خوشہ توڑ کر لے آئے ہیں تو فرمایا۔

"فقط پکی ہوئی کھجوریں ہی کیوں نہ لائے؟"

عرض کیا:۔

"میری خواہش تھی میرے آقا ان میں سے خود پسند فرمائیں۔"

(شمائل ترمذی ۳۱)

اس واقعہ میں بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکلنے میں فقط یہ خواہش کارفرما تھی کہ محبوب کائنات سے ملاقات کروں۔ رُخ انور دیکھوں اور سلام عرض کروں۔

آپ ﷺ کے ایسے وقت میں باہر تشریف لانے کی وجہ شارحین حدیث نے یہ بیان کی ہے کہ آپ نے نورِ نبوت سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شوق ملاقات کو ملاحظہ فرمالیا تھا۔

امام عبدالرؤف المناوی علیہ الرحمہ "شرح شمائل" میں لکھتے ہیں:۔

"اُس گھڑی نبی اکرم ﷺ نے اپنے غلام کے شوق ملاقات کو نور نبوت سے ملاحظہ فرما لیا تھا (اس لئے خلاف معمول باہر تشریف لائے) اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نور ولایت کی بناء پر یقین ہو گیا تھا کہ محبوب کریم ﷺ اس موقعہ پر زیارت سے محروم نہیں فرمائیں گے۔" (شرح شمائل، ۲، ۱۸۹)

اسی بات کو سید امیر شاہ قادری گیلانی نقل کرتے ہیں:۔

"حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے نور نبوت سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے کو معلوم کر لیا تھا اسی لئے خلاف معمول باہر تشریف لے آئے ادھر حضرت ابوبکر صدیق

ﷺ نے نورِ ولایت کے ذریعے معلوم کر لیا تھا کہ حضور ﷺ میری ضرورت کو پورا کرنے کے لئے باہر تشریف لائیں گے۔"

(انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ، ۵۳۵)

مولوی محمد ذکریا سہارنپوری "شرح شمائل" میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت ابو بکر صدیق کا اس وقت خلاف معمول آنا دل را بدل راہ است، حضور اکرم ﷺ کے قلب اطہر پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حاجت کا پرتو پڑا اور قبل اس کے کہ وہ حضور ﷺ کو ندا دیتے حضور ﷺ خود باہر تشریف لے آئے۔"

بعض علماء نے لکھا ہے کہ :۔

"حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آنا بھی بھوک کے تقاضے کی وجہ سے تھا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر اس کا خیال بھی جاتا رہا اسی لئے حضور اکرم ﷺ کے استفسار پر اس کا ذکر نہیں کیا۔"

بعض علماء کے نزدیک :۔

"حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری بھوک ہی کی وجہ سے تھی۔ مگر اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ حضور اکرم ﷺ کو از راہ شفقت گراں نہ گزرے، کیوں کہ دوست کی تکلیف اپنی تکلیف پر غالب ہو جایا کرتی ہے۔"

(خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی، ۳۸۵، ۳۸۶)

شیخ احمد عبد الجواد الدومی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جواب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جواب اپنے محبوب ﷺ کے ساتھ نہایت ہی محبت اور گہرے ربط و تعلق پر دلالت کر رہا ہے۔"

(الاتحافات الربانیہ شرح الشمائل المحمدیہ، ۱۸۸)

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بے شک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھوک کی شدت کی وجہ سے ہی بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ مگر آپ کے نزدیک اس بھوک کا علاج کھانا نہیں، دیدار محبوب تھا۔ سو جس علاج کی غرض سے حاضر ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر وہی عرض کر دیا۔ شمائل ترمذی کے محشی نے کیا ہی خوب لکھا ہے:۔

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس لئے آئے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے اپنی بھوک کو دور کر سکیں۔ جس طرح اہل مصر حسن یوسف علیہ السلام سے اپنی بھوک کو دور کر لیتے تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل میں بھی راز یہی تھا مگر انہوں نے اپنا مدعا نہایت ہی لطیف انداز میں پیش کیا اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر نورِ ولایت کی وجہ سے واضح ہو چکا تھا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ضرور نصیب ہوگا۔" (حاشیہ شمائل ترمذی، ۳۱)

اہل مصر کی قحط سالی، نظارہ حسن یوسف علیہ السلام سے مداوا

محشی نے اہل مصر اور زمانہ یوسف علیہ السلام کا ذکر کر کے جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط پڑ گیا۔ آپ علیہ السلام نے شاہی خزانے کی گندم بھوکوں اور قحط زدہ لوگوں میں تقسیم فرمانا شروع کر دی، ابھی آئندہ فصل کو تین مہینے باقی تھے کہ خزانے کی گندم بھی ختم ہوگئی۔ اب حضرت یوسف علیہ السلام سوچنے لگے کہ یہ تین مہینے کیسے گزریں گے؟ اسی وقت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے رُخ سے نقاب اٹھا دیجیے، اپنے چہرۂ انور کے دیدار سے بھوکوں کو مشرف کیجئے جو بھوکا بھی چہرۂ انور کا دیدار کرے گا سیر ہوتا جائے گا۔ گویا بھوکے پیاسے لوگ دیدار کی سیرابی سے اپنی بھوک کے احساس سے بے نیاز ہو جائیں گے اور بھوکے سیراب کیوں نہ ہوئے ہوں گے۔ جب قرآن یہ بتا رہا ہے کہ زنانِ مصر نظارۂ حسن یوسف علیہ السلام کے غلبے میں اپنے ہاتھوں کے کٹ جانے کے احساس سے بے نیاز ہو گئیں۔ جسمانی اعضاء کا کٹ جانا صاف ظاہر ہے کہ بھوک کے احساس سے کہیں زیادہ

شدید تکلیف کا باعث تھا۔ اگر دیدار حسن یوسف علیہ السلام ان کی توجہ اس تکلیف کی شدت سے ہٹا سکتا ہے تو بھوک کے احساس سے بے نیاز کیوں نہیں کر سکتا۔

ایمان افروز قول

اس مقام پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کا بھی ذکر ضروری ہے۔ جس میں آپ نے زیارت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت کو پیاس کے موقعہ پر ٹھنڈے پانی کی محبت پر فوقیت دی۔ شفا شریف میں قاضی عیاض علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ:۔

"صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی؟"

(الشفاء ۲، ۵۶۸)

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے اموال، اولاد، آباء واجداد اور امہات سے بھی زیادہ محبوب تھے، کسی پیاسے کو ٹھنڈے پانی سے جو محبت ہوتی ہے ہمیں اپنے آقا اس سے بھی بڑھ کر محبوب تھے۔" (الشفاء ۲، ۵۶۸)

یعنی مشتاقان جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اور دل زیارت چہرۂ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس طرح سیراب ہو جاتے تھے ٹھنڈا پانی بھی کسی پیاسے کو اس طرح سیراب نہیں کر سکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھوک ہی نہیں بلکہ تمام غم بھول جاتے

حسن یوسفی کا کمال فقط بھوکوں کی سیرابی تھا لیکن حسن مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم بھوک ہی نہیں بلکہ زندگی کے تمام غموں کا مداوا ہے۔ امام بیہقی علیہ الرحمہ اور ابن اسحاق علیہ الرحمہ نے نقل کیا ہے کہ:۔

ایک انصاری خاتون کا باپ، بھائی اور خاوند رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ احد میں شریک ہوئے تمام کے تمام وہیں شہید ہو گئے۔ جب اس خاتون سے کوئی صحابی ملتا تو وہ اطلاع دیتا کہ تیرا باپ وہاں شہید ہو گیا ہے کوئی بتلاتا کہ تیرا بھائی شہید

ہو گیا اور کوئی اس کے خاوند کی شہادت کا تذکرہ کرتا وہ عظیم خاتون سن کر کہتی کہ یہ بات نہ کرو بلکہ یہ بتلاؤ:۔

"کیسے ہیں شاہ امم ﷺ؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے:۔

"الحمدللہ......! آپ ﷺ اسی طرح خیریت سے ہیں جس طرح تو پسند کرتی ہے۔"

وہ صحابیہ آپ ﷺ کی خیریت سن کر کہنے لگتی:۔

"(لے چلو) مجھے دکھاؤ تا کہ میں آپ ﷺ کی زیارت کرسکوں۔"

جب اس خاتون نے آپ ﷺ کو ایک نظر دیکھا تو پکار اٹھی:۔

"آپ کے ہوتے ہوئے آقا ہر غم و پریشانی ہیچ ہے۔"

(سیدنا محمد رسول اللہ، ۴۰۶ بحوالہ بیہقی و ابن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ)

صاحب اللباب اور ابن ابی الدنیا نے اسی واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

"جب غزوہ احد کے موقعہ پر یہ مشہور کر دیا گیا کہ محبوب خدا ﷺ شہید ہو گئے ہیں اس خبر کی وجہ سے شہر مدینہ میں ایک اضطراب برپا ہو گیا اس پریشانی کے عالم میں ایک انصاری خاتون اپنے آقا کی خبر کے لئے راستہ میں جا کھڑی ہوئی صحابہ واپسی پر شہدائے احد کو بھی ساتھ لائے جب اس کے پاس سے کسی شہید کو لے کر گزرتے تو وہ پوچھتی یہ کون ہے؟ جواب ملتا یہ تیرا بیٹا ہے کبھی جواب ملتا یہ تیرا باپ ہے، یہ تیرا خاوند ہے اور یہ تیرا بھائی ہے وہ ہر ایک کا جواب سن کر کہتی کہ میں ان کے لئے یہاں نہیں کھڑی بلکہ مجھے یہ بتاؤ کہ میرے آقا ﷺ کا کیا حال ہے؟ صحابہ نے کہا آپ ﷺ باخیریت ہیں اور آگے تشریف لے گئے ہیں اس نے کہا مجھے آپ ﷺ کے پاس لے چلو جب آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ کے مقدس دامن کو پکڑ کر

عرض کرنے لگی یارسول اللہ ﷺ جب آپ محفوظ ہیں تو مجھے ان تمام کے شہید ہونے پر کوئی غم نہیں۔"

(المواہب اللدنیہ ۲،۹۳)

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

آپ ﷺ کی زیارت آنکھوں کی ٹھنڈک کا ذریعہ تھی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا۔
"اے اللہ کے رسول جب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں (تو تمام غم بھول جاتا ہوں) دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں مجھے اشیاء کائنات کی تخلیق کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ہر شے کی تخلیق پانی سے ہوئی ہے۔"

(سیدنا محمد رسول اللہ، ۴۰۷، ۴۰۸ بحوالہ مسند احمد)

الشیخ عبد اللہ سراج الدین شامی ان روایات کے پیش نظر لکھتے ہیں:۔
"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ ﷺ کی ذات بابرکات کے ساتھ اتنا گہرا لگاؤ اور محبت و عشق تھا کہ بن دیکھے چین نہیں آتا تھا اور جب ایک مرتبہ دیکھ لیتے تو آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، دل باغ باغ ہو جاتے اور سینوں کو انقباض کی کیفیت سے نجات مل جاتی۔"
(سیدنا محمد رسول اللہ، ۲، ۱)

لذت دیدار کی وجہ سے آنکھیں نہ جھپکنا

امام طبرانی علیہ الرحمہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے سے ایک صحابی کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے جسے پڑھ کر انسان جھوم اٹھتا ہے:۔

"وہ محبوب خدا ﷺ کے پُرانوار چہرۂ اقدس کو اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا کہ نہ تو آنکھ جھپکتا تھا اور نہ ہی کسی طرف پھیرتا تھا۔"

آپ ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا:۔

"(میرے غلام) اس طرح دیکھنے کی کیا وجہ ہے؟"

اس نے دست بستہ عرض کیا:۔

"یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کے خوبصورت چہرۂ اقدس کی زیارت سے لطف اور لذت حاصل کر رہا ہوں۔"

(ترجمان السنہ، ۱، ۳۶۵ بحوالہ طبرانی وابن مردودیہ)

اس روایت میں "اس طرح دیکھ رہا تھا کہ آنکھ بھی نہ جھپکتا تھا" اور "میں آپ کی زیارت سے لذت حاصل کر رہا ہوں" یہ دونوں جملے بار بار پڑھیے اور ان خوش بخت عشاق پر رشک کیجیے جن کی ہر ہر ادا نے انسانیت کو محبت وعشق کا پیغام دیا۔

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

حضرت انس رضی اللہ عنہ مجلس نبوی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"رسول خدا ﷺ جب اپنے مہاجر اور انصار صحابہ میں تشریف فرما ہوتے تو کوئی آدمی بھی آپ ﷺ کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔ ہاں ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو دیکھتے رہتے اور وہ دونوں آپ ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپ ﷺ ان دونوں کو دیکھ کر تبسم فرماتے۔"

(الترمذی)

مولانا بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں:۔

"خالص محبت میں تکلف کی حدود اٹھ جاتی ہیں مگر ادب کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پاتا۔ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب خاتم الانبیاء ﷺ کے نشاط خاطر کا

احساس کر لیتے تو شوق نظارہ کے لئے سب سے پہلے ان ہی کی نظریں بے تاب ہوتیں اور جب ذرا اطوار بدلے ہوئے دیکھتے تو سب سے پہلے آثار خوف بھی ان ہی پر ظاہر ہوتے۔"

(ترجمان السنۃ، ۱، ۲۶)

روزانہ زیارت نہ کروں تو مر جاؤں

امام شعبی علیہ الرحمہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری ﷛ کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے رسالت ماب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:۔

"خدا کی قسم، یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے اپنی جان، مال، اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں۔ اگر میں آپ کی (روزانہ) آکر زیارت نہ کر پاؤں تو میری موت واقع ہو جائے۔" (المواہب اللدنیہ ۲، ۹۴)

یہ عرض کرنے کے بعد وہ انصاری صحابی زار و قطار رو پڑے۔ رسول خدا ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو یوں گویا ہوئے:۔

"یارسول اللہ ﷺ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایک دن آپ دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور ہم پر بھی موت آجائے گی۔ جنت میں آپ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے اور ہم اگر جنت میں گئے بھی تو آپ کے درجہ سے کہیں دور ہوں گے۔ آپ ﷺ نے اس پر کوئی جواب نہ دیا تو اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ"

ترجمہ:۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا۔

(المواہب اللدنیہ ۲، ۹۴)

نماز صحابہ اور حسن مصطفوی ﷺ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام دوران نماز بھی دیدار مصطفوی ﷺ کے مشتاق رہتے تھے ان کے اس اشتیاق کے چند مظاہر پیش کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ صحابہ کا نماز میں محویت واستغراق کا عالم مختصراً بیان کر دیا جائے۔

. یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ نماز میں صحابہ کا انہماک، حضوری، رقت وسوز اپنے کمال وعروج پر ہوتا تھا۔ حالت نماز میں وہ دنیا ومافیہا سے بے خبر اپنے مولا کی یاد میں اس طرح محو ومستغرق ہو جاتے کہ انہیں سوائے رب العزت کے اور کچھ یاد نہ رہتا۔ اگر ان کا چہرہ کعبہ کی طرف ہوتا تو دل رب کعبہ کی طرف ان کی جبین در مولیٰ پر جھکی رہتی تو دل حسن مطلق پر نچھاور ہو رہا ہوتا۔ آنسوؤں کی جھڑیاں لگ جاتیں۔ مصلیٰ تر ہو جاتا۔ ساری ساری رات اسی کیفیت میں بسر ہو جاتی۔ اس انہماک پر آگاہی کے لئے یہ واقعات کافی ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے:۔

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حالت نماز میں اپنی تمام توجہ نماز میں مرکوز رکھتے۔"

(حیات الصحابہ، ۳، ۱۳۶)

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جسم اطہر میں ایک ایسا تیر لگا جس کا نکالنا مشکل ہو گیا۔ صحابہ نے باہم طے کیا کہ آپ نماز میں کھڑے ہوں گے تو اس وقت یہ نکال لیا جائے۔ لہٰذا جب آپ بارگاہ ایزدی میں کھڑے ہوئے تو صحابہ نے وہ تیر نکال لیا اور آپ کو محسوس تک بھی نہ ہوا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو خون دیکھا اور پوچھا یہ کیسا خون ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کا تیر نکال لیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نماز میں کھڑے ہونے کی کیفیت اس طرح منقول ہے:۔

"نماز میں اس طرح کھڑے ہوتے جیسے زمین میں لکڑی گاڑ دی گئی ہے۔"

(منتخب الکنز، ۴، ۳۶)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز ادا کرتے تو وہ (باہتمام) اپنے تمام اعضاء کو قبلہ کی طرف متوجہ کر لیتے۔"

(طبقات ابن سعد ۴، ۱۵۷)

حضرت طاؤس اسی بات کا یوں ذکر کرتے ہیں:۔

"میں نے تمام اعضاء کو نماز میں قبلہ رخ متوجہ رکھتے ہوئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا آپ اپنے چہرے، ہاتھ اور دونوں قدموں کو قبلہ رخ رکھنے میں بڑے سخت تھے۔(الحلیۃ ۱،۳۰۴)

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حالت نماز ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ:۔

آپ اتنی تواضع سے نماز ادا کرتے جیسے گرا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔

(حیات الصحابہ ۳، ۱۳۷)

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز ادا کر رہے تھے ان کا بیٹا ہاشم پاس سو رہا تھا۔ چھت سے سانپ گر کر بچہ کے جسم پر لپٹ گیا اس پر بچہ چلایا گھر والے سب دوڑتے ہوئے آئے، شور برپا ہو گیا۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ اسی اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے، سلام پھیر کر فرمانے لگے :۔

" کچھ شور کی سی آواز تھی......؟ کیا ہوا تھا......؟"

بیوی نے کہا:۔

" بچے کی جان جانے لگی تھی آپ کو علم ہی نہیں۔"

آپ فرمانے لگے :۔

"اگر نماز میں دوسری طرف توجہ کرتا تو نماز کہاں باقی رہتی۔"

ان تمام واقعات سے صحابہ کرام کا نماز میں حد درجہ استغراق وانہماک ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن دنیائے آب وگل میں ایک نظارہ صحابہ کرام کے لئے ایسا بھی تھا کہ جس کی لذت وحلاوت میں وہ نماز جیسی چیز کو بھی بھول جاتے تھے۔

نماز اور آپ ﷺ کی زیارت کا حسین منظر

رسالت مآب ﷺ اپنے مرض وصال میں جب تین دن تک مسلسل باہر تشریف نہ لائے تو وہ نگاہیں جو روزانہ دیدار سے مشرف ہوا کرتی تھیں ترس کر رہ گئیں اور سراپا انتظار تھیں کہ کب ہمیں اپنے مقصود و مطلوب کا دیدار نصیب ہوتا ہے بالآخر وہ مبارک و مسعود لمحہ ایک دن حالت نماز میں نصیب ہوگیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایام وصال میں جب کہ نماز کی امامت کے فرائض سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سپرد تھے۔ سوموار کے روز جب تمام صحابہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں بارگاہِ ایزدی میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے قدرے افاقہ محسوس کیا۔ روایت کے الفاظ ہیں:۔

"آپ ﷺ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرمایا (ہم نے دیکھا) کہ آپ ﷺ مسکرا رہے تھے اور آپ کا چہرۂ انور قرآن کے ورق کی طرح پُرنور تھا۔" (البخاری ۱،۹۳)

حضور پرنور ﷺ کے دیدار فرحت آثار کے بعد اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"آپ ﷺ کے دیدار کی خوشی میں ہم نے ارادہ کرلیا کہ نماز کو بھول کر آپ ﷺ کے دیدار ہی میں محو ہو جائیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ خیال کرتے ہوئے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئے کہ شاید آپ ﷺ جماعت کرانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔"

(البخاری ۱،۹۳)

ان پُر کیف لمحات کی منظر کشی ان الفاظ میں بھی کی گئی ہے:۔

"جب پردہ ہٹا اور آپ ﷺ کا چہرۂ انور سامنے آیا تو یہ اتنا حسین اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا تھا۔" (البخاری ۱،۹۴)

مسلم شریف میں یہ الفاظ منقول ہیں:۔

"آپ کے دیدار کی خوشی میں ہم مبہوت ہو کر رہ گئے یعنی نماز کی طرف توجہ نہ رہی۔"

(المسلم ۱، ۱۷۹)

اقبال نے حالت نماز میں صحابہ کرام کے دیدار محبوب سے محظوظ ہونے کے منظر کو کیا خوب قلم بند کیا ہے:۔

ادا دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

شارحین حدیث نے فھممنا ان نفتتن من الفرح برویه النبی کا معنی اپنے اپنے ذوق کے مطابق کیا ہے۔

(۱) امام قسطلانی علیہ الرحمہ ارشاد الساری میں لکھتے ہیں:۔

"ہم نے ارادہ کر لیا کہ (دیدار کی خاطر) نماز چھوڑ دیں۔"

(ارشاد الساری ۲، ۴۴)

(۲) لامع الدراری میں ہے:۔

"تمام صحابہ کی توجہ حجرہ کی طرف مرکوز تھی جب انہوں نے پردے کا ہٹنا محسوس کیا تو تمام نے اپنے چہرے حجرۂ انور کی طرف کر لیے۔"

(لامع الداری علی الجامع البخاری ۳، ۱۵۰)

(۳) مشہور اہل حدیث عالم وحید الزماں ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"آنخضرت ﷺ کے دیدار سے ہم کو اتنی خوشی ہوئی کہ ہم خوشی کے مارے نماز توڑنے ہی کو تھے کہ آپ ﷺ نے پردہ نیچے ڈال دیا۔"

(ترجمہ البخاری ۱، ۳۴۹)

امام ترمذی رحمہ اللہ علیہ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:۔

"قریب تھا کہ لوگوں میں اضطراب پیدا ہو جاتا آپ ﷺ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔" (شمائل ترمذی)

شیخ ابراہیم بیجوری علیہ الرحمہ صحابہ کے اضطراب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"قریب تھا کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے شفایاب ہونے کی خوشی میں متحرک ہو جاتے۔ حتیٰ کہ انہوں نے نماز توڑنے کا ارادہ کر لیا اور سمجھے کہ شاید ہمارے آقا نماز پڑھانے باہر تشریف لا رہے ہیں لہٰذا ہم محراب تک کا راستہ خالی کر دیں چنانچہ بعض صحابہ خوشی کی وجہ سے کود پڑے۔"

(المواہب اللدنیہ علی شمائل المحمدیہ ۱۹۴)

امام بخاری نے باب الالتفات فی الصلوۃ کے تحت صحابہ کرام ﷺ کی یہ والہانہ کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے:۔

"مسلمانوں نے نماز ترک کرنے کا ارادہ کر لیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے نماز کو پورا کرنے کا حکم دیا۔" (البخاری ۱،۱۰۴)

برصغیر کے عظیم اور مسلم محدث مولانا احمد علی سہارنپوری نے اس روایت کا ترجمہ اور فوائد ان الفاظ میں ذکر کیے ہیں:۔

"مسلمانوں نے آپ ﷺ کی صحت کی خوشی اور سرور میں اپنی نمازیں چھوڑنے کا ارادہ کر لیا۔ یہ روایت واضح کر رہی ہے کہ پردے کے ہٹتے ہی صحابہ نے اپنی توجہ کاشانہ نبوی کی طرف کر دی تھی کیوں کہ اگر صحابہ اس طرف متوجہ نہ ہوتے تو آپ ﷺ کے اشارے کو نہ دیکھ سکتے حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ کے اشارے کو دیکھ کر اپنی نماز پوری کی۔"

اب دنیا قابل دید نہیں رہی

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں حضور ﷺ کے وصال کی خبر ملی وہ اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپ ﷺ کے وصال ارتحال کی خبر سن کر انہوں نے رب العزت کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کی:۔

"اے میرے رب میری آنکھوں کی بینائی ختم کر دے تا کہ میں اپنے حبیب محمد ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں"

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالی۔

صاحب قاموس کا دلچسپ استنباط

صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ اس روایت سے زیارت روضہ رسول ﷺ پر استدلال کرنے کو یہ کہہ کر رد کر دینا کہ یہ خواب کا واقعہ ہے غلط ہے یہ فقط خواب کا واقعہ ہی نہیں بلکہ یہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا عمل ہے۔

"سیدنا بلال رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں ان کا یہ عمل خصوصاً خلافت عمر رضی اللہ عنہ اور کثیر صحابہ کی موجودگی میں یہ واقعہ رونما ہوا اور ان پر یہ بات مخفی بھی نہ تھی (لہٰذا یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی) کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں روضہ رسول پر حاضری دی اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے لئے سفر کیا۔"

(الصلات والبشر فی الصلوۃ علی خیر البشر ۱۵۶)

استن حنانہ کا شوق دیدار

ابتدائی دور میں حضور علیہ السلام مسجد نبوی میں کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اس وجہ سے آپ ﷺ کو کافی دیر کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ صحابہ کرام پر یہ بات شاق گزری انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہ آپ ﷺ کے لئے ایک منبر بنوالیا جائے جس پر

بیٹھ کر آپ خطبہ ارشاد فرمایا کریں بعض روایات کے مطابق یہ درخواست گزار ایک خاتون تھی جس نے کہا کہ میرا بیٹا بڑھئی ہے لکڑی کا کاروبار کرتا ہے اگر اجازت ہو تو میں منبر بنوا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں آپ ﷺ نے اس درخواست کو منظور کر کے اجازت مرحمت فرما دی۔ منبر بن کر مسجد نبوی میں آ گیا اور جب اگلے جمعہ آپ ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا شروع فرمایا تو اس تنے نے محسوس کیا کہ آج محبوب نے مجھے چھوڑ کر منبر کو زینت بخشی ہے چنانچہ وہ زار و قطار رونے لگا۔ مجلس میں حاضر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے رونے کی آواز کو سنا جب آقا ﷺ نے اس کی یہ کیفیت دیکھی تو آپ ﷺ منبر سے اتر کر اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دست شفقت رکھا۔ جس پر وہ بچوں کی طرح سسکیاں لیتا ہوا خاموش ہو گیا۔

اس مجلس کی کیفیات مختلف صحابہ کرام سے منقول ہیں:۔

"رسالت ماب ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے جب منبر تیار ہو گیا تو آپ اسے چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اس پر اس تنے نے رونا شروع کر دیا آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر دست شفقت رکھا۔"

(البخاری ۱، ۵۰۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

"کھجور کے تنے نے بچے کی طرح رونا شروع کر دیا رسالت ماب ﷺ منبر سے اتر کر اس کے قریب کھڑے ہو گئے اور اسے بغل میں لے لیا اس پر وہ تنا بچوں کی طرح سسکیاں لیتا لیتا خاموش ہو گیا۔"

(البخاری ۱، ۵۰۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس تنے کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہم نے اس تنے کے رونے کی آواز کو سنا وہ اس طرح رویا جس طرح کوئی اونٹنی اپنے بچے کے فراق میں روتی ہے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تشریف لا کر اس پر اپنا دست شفقت رکھ دیا، اور وہ خاموش ہو گیا۔" (البخاری ۱، ۵۰۷)

مولانا روم علیہ الرحمہ نے اسی واقعہ کو اپنے پیار بھرے اشعار میں بیان کیا ہے قارئین کی دلچسپی کے لئے مع ترجمہ حاضر ہیں:۔

استن حنانہ در ہجر رسول
نالہ نیرد ہمچوں ارباب عقول

رسول پاک ﷺ کے فراق میں کھجور کا ستون انسانوں کی طرح رو دیا۔

درمیان مجلس وعظ آنچناں
کزدے آگاہ گشت ہم پیر و جواں

وہ اس طرح رویا کہ تمام اہل مجلس اس پر مطلع ہو گئے۔

در تحیر ماند اصحاب رسول
کرچہ مے نالد ستوں با عرض و طول

تمام صحابہ حیران ہوئے کہ یہ ستون کس سبب سے سرتاپا محو گریہ ہے۔

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون
گفت جانم از فراقت گشت خوں

آپ ﷺ نے فرمایا اے ستون تو کیا چاہتا ہے اس نے عرض کیا میری جان آپ کے فراق میں خون ہو گئی ہے۔

از فراق تو مرا چوں جان سوخت
چوں نالم بے تو اے جان جہاں

اے جان جہاں آپ کے فراق میں تو میری جان نکل گئی میں آپ کے فراق میں کیوں نہ روؤں۔

مسندت من بودم از من تاختی
بر سر منبر تو مسند ساختی

پہلے میں آپ کی مسند تھا اب آپ نے مجھ سے کنارہ کش ہو کر منبر کو مسند بنا لیا۔

پس رسولش گفت اے نیکو درخت
اے شدہ باسر تو ہمراز بخت
گر ہے خواہی ترا نخلے کنند
شرقی و غربی ز تو میوہ چنند

آپ ﷺ نے فرمایا اے وہ درخت جس کے باطن میں خوش بختی ہے اگر تو چاہے تو تجھ کو پھر ہری بھری کھجور بنادیں حتیٰ کہ مشرق و مغرب کے لوگ تیرا پھل کھائیں۔

یا در آں عالم حقت سروے کند
تا تر و تازہ بمانی تا ابد

یا پھر اللہ تعالیٰ تجھے اگلے جہاں بہشت کا سرو بنادے اور تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تر و تازہ رہے۔

گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش
بشنو اے غافل کم از چوبے مباش

اس نے عرض کیا میں وہ بنا چاہتا ہوں جو ہمیشہ رہے، اے غافل تو بھی بیدار ہو اور ایک خشک لکڑی سے پیچھے نہ رہ جا۔

یعنی جب ایک لکڑی دار البقاء کی طلب گار ہے تو انسان کو تو بطریق اولیٰ اس کی خواہش اور آرزو کرنی چاہیے۔

آن ستون را دفن کرد اندر زمین
کو چو مردم حشر گردد یوم دیں

اس ستون کو زمین میں دفن کردیا گیا قیامت کے دن انسانوں کی طرح اٹھایا جائے گا۔

(مثنوی مولائے روم مع شرح مفتاح العلوم ۳، ۷۸، ۸۰)

شوق زیارت میں جبریل امین علیہ السلام کی بے قراری

سورۂ الضحیٰ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بعض اہم حکمتوں کی بناء پر کچھ عرصہ کے لئے سلسلہ وحی منقطع رہا تو مخالفین نے یہ طعنہ دینا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ کے رب نے اسے چھوڑ دیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ الضحیٰ کو نازل فرمایا جب جبریل امین اس سورۂ مبارکہ کی صورت میں رب کریم کا پیار بھرا پیغام لے کر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"اے جبریل میرے محبوب کا پیغام لانے میں اتنی دیر کیوں ہوگئی (تو جانتا ہے) مجھے تیری آمد کا کتنا انتظار رہتا ہے۔"

اس پر جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا:۔

"یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ کی زیارت وملاقات کا شوق آپ سے بڑھ کر تھا مگر میں حکم کا بندہ ہوں اور آپ کے رب کے حکم کے بغیر ہم نازل نہیں ہو سکتے۔"

(الخازن ۴، ۴۸۵)

یعنی مجھے تو آپ کی زیارت کا بے حد شوق تھا مگر یہ معاملہ آپ کے رب اور آپ کا ہے میں تو فقط اس کے حکم کا پابند ہوں۔

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

ہجر محبوب میں رونے والے ہی رفاقت پائیں گے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول خدا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:۔

"اے محبوب خدا میں آپ کی ذات اقدس سے اپنی جان، اولاد اور اہل سے بڑھ کر محبت کرتا ہوں، میں گھر میں تھا کہ آپ کی یاد آگئی جس نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں

آپ کے دیدار کے لئے حاضر ہو جاؤں۔ آج مجھے اس بات کا غم کھائے جا رہا ہے کہ آپ کے وصال کے بعد زیارت سے مشرف نہ ہو سکوں گا آپ جنت میں انبیاء کے ساتھ ہوں گے اگر میں جنت میں گیا بھی تو آپ کے بلند درجات کی وجہ سے زیارت سے محروم رہوں گا آپ ﷺ نے جواباً کچھ ارشاد نہ فرمایا اتنے میں جبریل امین آیت قرآنی لے کر حاضر ہو گئے کہ جن لوگوں نے اللہ و رسول سے دوستی و محبت کو استوار کر لیا ہے انہیں ہم قیامت کے دن انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کے زمرے میں کھڑا کریں گے۔" (تفسیر ابن کثیر ۱، ۵۲۳)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں:۔

"ایک غمگین شخص آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا کیا وجہ ہے، تو بہت پریشان ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آج ایک مسئلے میں غور و فکر کر رہا ہوں آپ نے فرمایا وہ کون سا مسئلہ ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! آج ہم صبح و شام جس وقت ہماری طبیعت اداس ہو جاتی ہے آپ کے دیدار سے اپنی پیاس بجھا لیتے ہیں کل بعد از وصال جب آپ انبیاء کے ساتھ جنت میں ہوں گے ہم آپ کی زیارت سے محروم ہو جائیں گے اس پر جبریل امین آیت مذکورہ لے کر نازل ہوئے۔"

(تفسیر ابن کثیر ۱، ۵۲۲)

امام بغوی علیہ الرحمہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ وہ غلام تھے رسول خدا ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد فرما دیا ان کی کیفیت یہ تھی:۔

"رسول کریم ﷺ سے انہیں بہت ہی محبت تھی اور ضبط محبت پر اتنے قادر بھی نہ تھے ایک دن آپ کی بارگاہ اقدس میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ رنگ متغیر تھا آپ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تمہارا رنگ بدلا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ نہ مجھے کوئی مرض ہے اور نہ کوئی تکلیف بلکہ آپ کو نہ دیکھنے کی وجہ سے مجھے شدید

پریشانی لاحق ہو جاتی ہے یہاں تک کہ آپ کی زیارت نصیب ہو جائے۔ پھر میں نے آخرت کے بارے میں سوچا ہے اور میں ڈر گیا ہوں کہ اس دن میں آپ کی زیارت سے محروم رہوں گا۔ کیوں کہ آپ انبیاء کے ساتھ بلند درجات پر فائز ہوں گے میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو کسی نچلے درجہ میں رہوں گا اور اگر جنت میں داخل نہ ہو سکا تو زیارت سے بالکل محروم ہو جاؤں گا اس پر مذکورہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔" (سیدنا محمد رسول اللہ ۴۰۷ بحوالہ امام بغوی)

زبان محبوب سے رفاقت کی خوشخبری

رسالت ماب ﷺ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو آپ نے حضرت معاذ کو سوار ہونے کا حکم دیا خود ساتھ ساتھ پیدل چلے اور کچھ نصیحتیں فرمائیں جب نصیحتوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا:۔

"اے معاذ شاید تیری اب میرے ساتھ ملاقات نہ ہو ہاں تجھے میری مسجد اور قبر انور کی زیارت ضرور ہوگی یہ سن کر حضرت معاذ اس فراق رسول ﷺ کے تصور پر زار و قطار رو پڑے۔"

جب آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی رقت دیکھی تو تسلی دی:۔ پھر آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف رُخ انور کر کے فرمایا:۔

"میرا قرب متقی لوگوں کو نصیب ہوگا خواہ وہ کوئی ہوں اور کہیں کے رہنے والے ہوں۔" (مسند احمد)

اسلام لانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سب سے بڑی خوشی

اسلام لانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب سے زیادہ خوشی اس بات پر تھی کہ حضور علیہ السلام نے ان کو خوشخبری دی تھی کہ انہیں قیامت میں میری ملاقات کا شرف حاصل ہوگا۔

حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:۔

"یارسول اللہ ﷺ...... قیامت کب آئے گی؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟"

انہوں نے عرض کیا:۔

"میرے پاس کوئی عمل نہیں مگر اتنی بات ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔"

آپ ﷺ نے اس صحابی کی بات سن کر فرمایا:۔

"تجھے اپنے محبوب کی سنگت ضرور نصیب ہوگی۔" (البخاری ۲، ۵۲۱)

یعنی اگر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو گھبرا مت تجھے میری معیت حاصل ہوگی۔ مولانا احمد علی سہارنپوری لفظ معیت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"یہاں معیت خاصہ مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ محب کو محبوب کی ملاقات کا شرف عطا کرے گا۔" (حاشیہ البخاری ۲، ۵۲۱)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں جب یہ خوش خبری ہم نے سنی تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی:۔

"(اسلام لانے کے بعد) آج تک کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے آج ہم آپ کا یہ فرمان سن کر ہوئے کہ محبت کرنے والے کو محبوب کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا۔"

اس کے بعد حضرت انس ؓ وجد میں آ گئے اور کہنے لگے:۔

"اگرچہ میں ان پاکیزہ ہستیوں کی طرح عمل نہیں کر سکا مگر میں حضور علیہ السلام، ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ محبت رکھتا ہوں اور امید ہے کہ اسی محبت کی بنا پر ان کا ساتھ نصیب ہو جائے گا۔" (البخاری ۲، ۵۲۱)

یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کے وصال کا وقت آتا تو وہ افسوس کرنے والوں کو کہتے کہ خوشی کرو ہماری ملاقات اپنے محبوب سے ہونے والی ہے، وہ بجائے آنسو بہانے کے مسکراتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں پہنچ جاتے۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے:۔

"جب آپ کے وصال کا وقت آیا تو آپ کی اہلیہ نے افسوس کا اظہار کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا آج ہی تو خوشی کا دن ہے کہ میں اپنے محبوب کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی ملاقات کا شرف پانے والا ہوں۔"

(سیدنا محمد رسول اللہ ۴۱۰)

اب تک جتنے واقعات کا تذکرہ آیا وہ تمام کے تمام آپ کی حیات ظاہری میں رو پذیر ہوئے اب ہم ان حسین یادوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو آپ کے وصال کے بعد پیش آئیں۔

جب کھجور کا تنا فراق محبوب میں تڑپتا ہے
تو امت کا حق اس سے کہیں بڑھ کر ہے

جب نبی اکرم ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہجر و فراق کے ان لمحات میں یہ کلمات عرض کیے:۔

یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان اور آپ پر سلام ہو، آپ ﷺ ہمیں کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے کثرت صحابہ کے پیش نظر منبر بنوایا گیا جب آپ ﷺ اس تنے کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو اس نے سسکیاں لے کر رونا شروع کر دیا۔ آپ نے اس پر دست شفقت رکھا تو وہ خاموش ہو گیا جب اس بے جان کھجور کے تنے کا یہ حال ہے تو اس امت کو آپ کے فراق پر نالہ شوق کا حق زیادہ ہے۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی

فضیلت عطا فرمائی ہے کہ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے دیا۔

(الرسول للدکتور عبدالحلیم محمود شیخ الازہر، ۲۲، ۲۳)

دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:۔

"یارسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان ہوں آپ کی تواضع وانکساری کی حد ہے کہ (عرش کے مہمان ہو کر ہم فرشیوں کے ساتھ رہے ہماری خاطر نکاح کیا اور کھایا، صوف کا لباس پہنا، گھوڑے پر سواری فرمائی بلکہ ہم جیسوں کو اپنے پیچھے بٹھایا۔"

ہجر رسول میں خاتون کے اشعار پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بیمار ہونا

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے۔ ایک رات آپ عوام کی خدمت کے لئے رات کو نکلے تو آپ نے ایک گھر میں دیکھا کہ چراغ جل رہا ہے اور ایک بوڑھی خاتون اون کاتتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے:۔

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اللہ کے تمام ماننے والوں کی طرف سے سلام ہو اور تمام متقین کی طرف سے بھی۔ آپ راتوں کو اللہ کی یاد میں کثیر قیام اور سحری کے وقت آنسو بہانے والے تھے۔ ہائے افسوس اسباب موت متعدد ہیں کاش مجھے یقین ہو جائے کہ روز قیامت مجھے آقا کا قرب نصیب ہو سکے گا۔"

یہ اشعار سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے آقا کی یاد آ گئی جس پر وہ زار و قطار رو پڑے۔ اور دروازے پر دستک دی۔ خاتون نے پوچھا کون......؟ آپ نے کہا......عمر بن الخطاب۔

خاتون نے کہا......رات کے ان اوقات میں عمر کو یہاں کیا کام......؟

آپ نے فرمایا......اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے دروازہ کھول۔ اس نے دروازہ کھولا آپ اس کے پاس بیٹھ گئے اور کہا کہ جو اشعار تو پڑھ رہی تھی ان کو دوبارہ پڑھ، اس نے جب

دوبارہ اشعار پڑھے تو آپ کہنے لگے کہ:۔

اس مسعود و مبارک اجتماع میں مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرتے ہوئے یہ کہہ ہم دونوں کو آخرت میں حضور ﷺ کا ساتھ نصیب ہو اور اے معاف کرنے والے عمر کو معاف کردے۔

(نسیم الریاض ۳، ۳۵۵ بحوالہ کتاب الزہد لابن مبارک رضی اللہ عنہ)

بقول قاضی سلیمان منصور پوری حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اس کے بعد چند دن تک صاحب فراش رہے۔ (رحمۃ للعالمین ۲، ۲۷۶)

مجھے تجھ سے بڑھ کر زیارت کا اشتیاق ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے وصال شریف کے بعد جمعرات کی صبح کو ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اونٹ پر سوار ایک سفید ریش بوڑھا آیا اس نے اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر باندھا اور یہ کہتے ہوئے داخل ہوا۔

"تم پر اللہ کی رحمت کا نزول ہو کیا تم میں اللہ کے رسول محمد ﷺ موجود ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"اے حضور کے بارے میں پوچھنے والے تجھے آپ ﷺ سے کیا کام ہے؟"

اس نے عرض کیا کہ میں یہودی علماء میں سے ہوں۔ میں اسی سال سے تورات کا مطالعہ کررہا ہوں اس میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کا ذکر بڑی تفصیل سے کیا ہے اور میں اس ذکر سے متاثر ہو کر آیا ہوں اس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"اور میں آپ کے ہاتھ پر بیعت اسلام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے بتایا کہ آپ ﷺ کا تو وصال ہو چکا ہے اس پر اس عالم نے افسوس کا اظہار شروع کردیا اور کہا:۔

"کیا ان کی اولاد ہے؟"

حضرت علی ﷺ نے حضرت بلال ﷺ سے کہا اسے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس لے جاؤ، وہاں جا کر اس نے اپنا تعارف کروایا اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں آپ ﷺ کے کپڑوں میں سے کسی کپڑے کی زیارت کرنا چاہتا ہوں حضرت سیدۂ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شہزادے امام حسین ﷺ کو فرمایا۔

"وہ کپڑا لائیں جو آپ نے وقت وصال پہنا ہوا تھا جب وہ کپڑا لایا گیا تو اس عالم نے اسے اپنے چہرے پر ڈال لیا اور خوشبو سونگھتے ہوئے بار بار کہتا کہ اس صاحب ثوب پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔"

اس کے بعد حضرت علی ﷺ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:۔

"حضور ﷺ کے اوصاف جمیلہ کا تذکرہ اس طرح کرو کہ گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔"

یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔ آپ شدت کے ساتھ رو پڑے اور کہنے لگے:۔

"اے سائل، خدا کی قسم......! آپ ﷺ کی زیارت کا جس قدر تجھے اشتیاق ہے مجھے اس سے کہیں بڑھ کر اپنے حبیب کی ملاقات کا شوق ہے۔"

(ابن عساکر ۱، ۳۴۲، ۳۴۳)

مصطفیٰ ﷺ کی یاد آ گئی

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ایک دن حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے سیدنا فاروق اعظم ﷺ سے کہا کہ:۔

"چلیں حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات کر آئیں کیوں کہ رسول پاک ﷺ ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے لہذا ہمیں بھی جانا چاہئے۔"

جب حضرات شیخین کریمین حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پہنچے تو انہوں

نے ان کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا شیخین کریمین نے پوچھا:۔

"آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ کو علم نہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے ہاں ایسے مقام پر ہیں جو اس دنیا سے کہیں بہتر ہے۔"

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:۔

"یہ میں بھی جانتی ہوں کہ وہاں آپ اعلیٰ مقام پر ہیں لیکن میں اس لئے روتی ہوں کہ ہم اللہ پاک کی عظیم نعمت وحی سے محروم ہو گئے جو کہ آپ کے سبب سے صبح و شام ہمیں میسر آتی تھی۔"

جب ان حضرات نے یہ بات سنی:۔

"تو ان دونوں نے بھی (یاد محبوب) میں رونا شروع کر دیا۔"

(سیدنا محمد رسول اللہ، ۴۱۲ بحوالہ مسلم)

مسکراہٹیں رخصت ہو گئیں

آپ ﷺ کے وصال کے بعد تمام صحابہ بالعموم مغموم رہتے حتیٰ کہ بعض نے مسکرانا ہی ترک کر دیا تھا۔ حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سیدۂ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

"میں نے آپ کے وصال مبارک کے بعد کبھی بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مسکراتے نہیں دیکھا۔" (طبقات ابن سعد ۲، ۸۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقائے دو جہاں ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ کیفیت ہوتی کہ وہ قبر انور کی مٹی مبارک اٹھا کر آنکھوں پر لگاتیں اور یاد میں رو رو کر چند اشعار پڑھتیں جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے:۔

"جس شخص نے آپ کے مزار اقدس کی خاک کو سونگھ لیا ہے اسے زندگی میں کسی دوسری خوشبو کی ضرورت نہیں۔ آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے مجھ پر جتنے عظیم

مصائب آئے ہیں اگر وہ دنوں پر اترتے تو وہ رات میں بدل جاتے۔"

(الوفاء لابن الجوزی ۲،۳،۸۰۳)

تمہیں تدفین کا حوصلہ کیوں کر ہوا؟

امام احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب رسالت ماب ﷺ کی تدفین ہو چکی تو سیدۂ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تدفین کرنے والے صحابہ میں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اے انس! تمہارے دلوں نے آپ ﷺ کی تدفین کو کس طرح گوارا کر لیا تھا؟"

حضرت حماد علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ جب یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد مشہور تابعی حضرت ثابت البنانی علیہ الرحمہ بیان کرتے تھے تو:۔

"وہ اتنا روتے کہ ان کی پسلیاں اپنی جگہ سے ہل جایا کرتی تھیں۔"

(البدایہ ۵،۳،۲۷۴)

آستانہ محبوب پر قابل رشک موت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک خاتون آپ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے آئی اور مجھ سے کہنے لگی:۔

"حجرۂ انور کھول دیں میں سرور دو عالم ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے حجرے کا دروازہ کھول دیا وہ عورت آپ کا مزار اقدس دیکھ کر اتنا روئی کہ روتے روتے شہید ہو گئی۔" (الشفاء ۲،۰،۷۵)

نگاہ میں کوئی جچتا ہی نہیں

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ جب انہیں ان کے بیٹے نے حضور علیہ السلام کے وصال مبارک کی خبر دی وہ اس وقت اپنے کھیتوں میں کام کر رہے تھے۔ آپ

ﷺ کے وصال کی خبر سن کر غمزدہ ہو گئے اور بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔

"اے میرے اللہ میری آنکھوں کی بینائی اب ختم کر دے تا کہ میں اپنے محبوب محمد ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان کی دعا قبول فرمالی۔" (المواہب اللدنیہ ۲،۹۴)

اب آنکھیں کیا کرنی ہیں

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

حضور علیہ السلام کے صحابہ میں سے ایک صحابی کی بینائی جاتی رہی۔ لوگ ان کی عیادت کے لئے گئے، جب ان کی بینائی ختم ہونے پر افسوس کا اظہار کیا تو وہ کہنے لگے:۔

"میں ان آنکھوں کو فقط اس لئے پسند کرتا تھا کہ ان کے ذریعے مجھے نبی اکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوتا تھا۔ اب چونکہ آپ کا وصال ہو گیا ہے اس لئے اگر مجھے ہرن کی آنکھیں بھی مل جائیں تو خوشی نہ ہو گی"۔ (الادب المفرد ۱۴۱)

فراق محبوب میں سواری پر کیا گزری

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ آپ کے وصال مبارک کے بعد فراق کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی اونٹنی نے مرتے دم تک نہ کچھ کھایا اور نہ ہی پیا نیز آپ کے وصال کے بعد جو عجیب کیفیات رونما ہوئیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ جس گوش دراز پر آپ سواری فرماتے تھے وہ آپ کے فراق میں اتنا پریشان ہوا کہ اس نے ایک کنویں میں چھلانگ لگا دی اور شہید ہو گیا۔"

(مدارج النبوۃ ۲،۴۴۴)

میں سو جاؤں مصطفیٰ کہتے کہتے

حضرت عبدۃ بنت خالد بن صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے والد گرامی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ کے ہجر و فراق میں گریہ وزاری کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتی ہیں:۔

"جب کام کاج سے فارغ ہو کر بستر پر سونے کے لئے آتے تو (ان کا وظیفہ یہ تھا کہ) وہ حضور علیہ السلام اور آپ کے مہاجر و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کا نام لے لے کر ان کی یاد میں روتے اور کہتے میرا سب کچھ وہی ہیں میرا دل (ہمہ وقت) انہی کی یاد میں تڑپتا رہتا ہے لیکن ہجر و فراق کی گھڑیاں لمبی ہوتی جا رہی ہیں۔ اے میرے رب میری روح کو جلدی قبض فرمالے (تاکہ میں ان سے جا ملوں) انہی حسین یادوں میں محویت کے عالم میں سسکیاں لیتے لیتے بالاخر سو جاتے۔"

(الشفاء ۲، ۵۶۷۔۵۶۸)

اب دنیا تاریک ہوگئی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد اور وصال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"آپ ﷺ کی تشریف آوری پر مدینہ کی ہر شے روشن ہوگئی لیکن جس روز آپ کا وصال ہوا ہر شے پر تاریکی چھا گئی۔" (شمائل ترمذی ۳۳)

یعنی وہ شہر جس میں ہم صبح و شام آپ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتے تھے اب آپ کے نظر نہ آنے کی وجہ سے تاریک نظر آنے لگا۔

امام ابراہیم بیجوری علیہ الرحمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"آپ ﷺ کی برکت سے مدینہ کی ہر شے نور ظاہری اور نور باطنی سے روشن ہوگئی

کیوں کہ آپ کی ذات اقدس تمام انوار کا سرچشمہ، روشن چراغ اور تمام عالم کے لئے ہدایت کا مرکز ہیں اور آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے نور حق اور چراغ بزم کائنات پس پردہ چلا گیا لہذا تمام روشنی تاریکی میں بدل گئی۔"

(المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ ۱۹۶)

شیخ قاضی محمد عاقل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"حضور ﷺ کے فراق وغم میں ایسی کیفیت ہوگئی کہ تمام مدینہ تاریکی میں ڈوب گیا، گویا شہر مدینہ کے درودیوار پر تاریکی چھا گئی۔"

(انوار غوثیہ شرح الشمائل النبویہ، ۵۶۵)

لگتا نہیں دل میرا اب ان ویرانوں میں

شارح بخاری امام کرمانی نقل کرتے ہیں کہ جب آقائے دو جہاں ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے دل نہ لگنے کی وجہ سے شہر مدینہ چھوڑنے کا ارادہ کرلیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب آپ کے ارادے کا علم ہوا تو آپ نے اس ارادے کو ترک کرنے کے لئے فرمایا اور کہا آپ کو چاہئے کہ پہلے کی طرح رسول پاک ﷺ کی مسجد میں اذان دیا کریں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کی بات سنی تو عرض کیا۔

"اپنے محبوب کریم کے بغیر اب مدینے میں جی نہیں لگتا اور نہ ہی مجھ میں ان خالی و افسردہ مقامات کو دیکھنے کی قوت ہے جن میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔"

(الکرمانی شرح البخاری ۱۵، ۲۴)

بخاری شریف کی روایت میں آپ کا جواب ان الفاظ میں منقول ہے:۔

"اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا تھا تو مجھے روک لیں اور اگر اللہ کی رضا کی خاطر خریدا تھا تو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔" (البخاری ۲، ۵۳۱)

زیارت کے بغیر اذان میں لطف نہیں

حضور ﷺ کے وصال کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے کہ:۔

"لوگو! تم نے کہیں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو۔"

یہ کہہ کر کہ اب مدینہ میں میرا رہنا دشوار ہے شام کے شہر حلب چلے گئے تقریباً چھ ماہ بعد آپ ﷺ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

"اے بلال......! تو نے ہم سے ملنا چھوڑ دیا کیا ہماری ملاقات کو تیرا جی نہیں چاہتا؟"

خواب سے بیدار ہوتے ہی اونٹنی پر سوار ہو کر لبیک یا سیدی یارسول اللہ ﷺ کہتے ہوئے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے مسجد نبوی میں پہنچ کر آپ ﷺ کو ڈھونڈنا شروع کیا، کبھی مسجد میں تلاش کرتے اور کبھی حجروں میں، جب نہ پایا تو آپ کی قبر انور پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا اور عرض کی کہ:۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا تھا کہ آکر مل جاؤ غلام حلب سے حاضر ہے"

یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے اور مزار پر انوار کے پاس گر پڑے کافی دیر بعد ہوش آیا۔ اتنے میں سارے مدینے میں اطلاع ہو گئی کہ مؤذن رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ آگئے ہیں۔ مدینہ طیبہ کے بوڑھے جواں، مرد، عورتیں اور بچے اکٹھے ہو گئے اور عرض کی کہ ایک دفعہ وہ اذان سنا دو جو محبوب خدا کو سناتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ:۔

"میں معذرت خواہ ہوں کیوں کہ میں جب اذان پڑھتا تھا تو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کہتے وقت آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا۔ اب کسے دیکھوں گا۔"

بعض صحابہ نے مشورہ دیا کہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عرض کی جائے جب وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کے لئے کہیں گے تو وہ انکار نہ کر سکیں گے۔ ایک صاحب جا کر شہزادوں کو بلا لائے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:۔

"بلال......! آج ہمیں وہی اذان سناؤ جو ہمارے نانا جان کو سناتے تھے۔"

بلال رضی اللہ عنہ کو انکار کا یارانہ رہا لہٰذا اسی مقام پر کھڑے ہو کر اذان دینا شروع کی جہاں حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں دیتے تھے بعد کی کیفیات روایت میں یوں بیان ہوئی ہیں کہ:۔

"جب آپ نے باآواز بلند اذان کے ابتدائی کلمات ادا کرنے شروع کئے تو اہل مدینہ سسکیاں لے کر رونے لگے آپ رضی اللہ عنہ جیسے جیسے آگے بڑھتے گئے جذبات میں اضافہ ہوتا چلا گیا جب اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کے کلمات پر پہنچے تو تمام لوگ حتیٰ کہ پردہ نشین خواتین بھی گھروں سے باہر نکل آئیں سبھی یوں تصور کرنے لگے جیسے رسول خدا ﷺ دوبارہ تشریف لے آئے ہیں۔ (رقت و گریہ زاری کا عجیب منظر تھا) آپ ﷺ کے وصال کے بعد اہل مدینہ پر اس دن سے بڑھ کر اتنی رقت کبھی طاری نہیں ہوئی۔" (ابن عساکر)

ڈاکٹر محمد اقبال اذان بلال رضی اللہ عنہ کو ترانہ عشق قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اذان ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آپ کے وصال کے بعد ہجر و فراق کی کیفیات اشعار میں یوں بیان کی ہیں:۔

☆ اب آنکھوں میں نیند نہیں رہی بلکہ ہر وقت یوں رہتی ہیں جیسے ان میں کوئی اشک آور چیز ڈال دی گئی ہے۔

☆ آپ کی تدفین اور وصال پر مجھے احساس ہوا کہ کاش میں آپ سے پہلے بقیع کے قبرستان میں دفن ہو چکا ہوتا۔

☆ اب میں حضور کے بعد مدینہ میں لوگوں کے ساتھ کیسے بیٹھوں، ہائے افسوس میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔

☆ میرے آقا میں آپ کے وصال کے بعد از ہوش رفتہ بن گیا ہوں کاش مجھے آج ہی کوئی سانپ ڈس جائے۔ (اور میں اپنے آقا سے جاملوں)

☆ خدا گواہ ہے میں جب تک زندہ ہوں آپ کے فراق میں روتا رہوں گا۔

☆ اے رب کریم مجھے میرے آقا کے ساتھ جنت میں جمع فرما تا کہ حاسدین کی آنکھیں جھک جائیں۔

آئینے میں تصویر محبوب

امام آلوسی نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کو جب محبوب کی یاد آجاتی تو وہ آپ کے دیدار فرحت آثار کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور آپ کے مبارک حجروں میں تلاش کرتے امہات المومنین سے عرض کرتے کہ ہمیں آپ ﷺ کے دیدار کے بغیر چین نہیں آرہا چنانچہ بعض اوقات حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ ﷺ کے زیر استعمال رہنے والا آئینہ لاتیں جب وہ اس آئینے کو دیکھتے تو بجائے اپنے آپ کو دیکھنے کے محبوب خدا ﷺ کو جلوہ افروز پاتے، روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"جب محبوب کریم کی یاد بعض صحابہ کو تڑپاتی تو وہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں آجاتے وہ آپ ﷺ کا ذاتی آئینہ اس صحابی کو دے دیتیں جب وہ صحابی اس آئینہ مبارک کو دیکھتا تو بجائے اپنی صورت کے اسے اپنے محبوب کی صورت نظر آتی۔"

(روح المعانی، ۲۲۔۲۹)

یاد محبوب میں آنسوؤں کی جھڑیاں

صحابہ کرام کے ذکر کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ عرفائے کاملین کے شب و روز بھی انہی کی اتباع میں عشق مصطفوی ﷺ کے اسی رنگ میں ڈوبے نظر آتے ہیں جب ان کے سامنے حضور ﷺ

کے حسن و جمال کا تذکرہ چھڑتا تو ان کے دل ذکر مصطفوی کی چاشنی و حلاوت سے لبریز ہو جاتے پھر آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو جاتا اور آنسوؤں کی جھڑیاں تھمنے نہ پاتی، رنگ متغیر ہو جاتا آواز بھرا جاتی۔ بے خودی و کیف کا یہ عالم ہو جاتا کہ اپنے پاس بیٹھنے والے ساتھیوں کو نہ پہچان سکتے بلکہ اپنے آپ اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر فقط محبوب کریم کے حسن و جمال میں محو ہو جاتے۔

اس جذب و کیف سے چند قطروں کے حصول کے لئے مشتاقان جمال مصطفوی ﷺ کی کیفیات کی چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت امام مالک علیہ الرحمہ سے حضرت ایوب سختیانی علیہ الرحمہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا:۔

"میں نے جن جن بزرگوں سے حدیث اخذ کی ہے ان سب میں افضل ترین شخصیت حضرت ایوب سختیانی علیہ الرحمہ کی ہے۔"

اور پھر فرمایا:۔

"انہوں نے دو حج کئے تھے میں نے انہیں دیکھا تھا ان سے پڑھا نہیں تھا مگر ان کی حالت یہ تھی کہ جب ان کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا تذکرہ کیا جاتا تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی یہاں تک کہ مجھ پر رقت کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ جب میں نے شوق نبی ﷺ میں ان کا رونا اور اس درجہ احترام رسالت ماب ﷺ کا منظر دیکھا تو ان سے حدیث کا علم حاصل ہوا۔" (الشفاء ۲، ۵۹۶۔۵۹۷)

(۲) حضرت مصعب بن عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

جب امام مالک علیہ الرحمہ کی محفل میں سرکار دو جہاں ﷺ کا تذکرہ ہوتا تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا تمام جسم سراپا ادب بن جاتا حتی کہ آپ کے رفقاء پریشان ہو جاتے۔ ایک دن کسی نے آپ سے اس کیفیت کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی دیکھ لو تو تمہارا حال بھی ایسا ہی ہو جائے۔

(الشفاء ۲، ۵۹۷)

شارحین نے امام مالک علیہ الرحمہ کے اس جملہ "جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم بھی دیکھ لو" کے متعدد معانی بیان کئے ہیں۔

علامہ خفاجی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"آپ ﷺ کے ذکر کے موقعہ پر اسلاف کا جو حال میں نے دیکھا ہے اگر تم نے بھی دیکھا ہوتا تو پھر سوال کرنے کی حاجت نہ ہوتی"۔

(نسیم الریاض ۳،۲۹۹)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"اگر تمہیں میری طرح آپ ﷺ کی عزت و مقام اور حسن و جمال سے واقفیت ہو جائے تو پھر تمہاری بھی یہی حالت ہو۔" (شرح الشفاء للقاری ۲،۲۰ ۷)

ایک اور معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"یہ معنی بھی بعید از قیاس نہیں کہ جس طرح مجھے آپ ﷺ کے جمال وجلال کا مشاہدہ ہوتا ہے اسی طرح تمہیں بھی ہو جائے تو پھر سوال کی گنجائش ہی نہ رہے۔"

(الشفاء ۲،۷ ۵۹)

اس گفتگو کے بعد امام مالک علیہ الرحمہ نے مختلف بزرگوں کے واقعات سناتے ہوئے ان کی یہی کیفیت بیان فرمائی۔

(۳) میں نے محمد منکدر علیہ الرحمہ کو "جو سید القراء کے نام سے مشہور تھے دیکھا:۔

"ان سے جب بھی آپ ﷺ کے بارے میں پوچھا وہ (جواب دیتے وقت) رو پڑتے حتیٰ کہ ہم پر رقت طاری ہو جاتی۔" (الشفاء ۲،۷ ۵۹)

علامہ خفاجی علیہ الرحمہ رونے کی حکمت بیان کرتے ہیں:۔

"آپ کا رونا محبوب پاک ﷺ کے شوق وصال اور عدم ملاقات کی وجہ سے تھا۔"

(نسیم الریاض ۳،۴۰۰)

(۴) میں نے امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے آپ کثیر المزاح تھے لیکن محبوب خدا ﷺ کا جب تذکرہ ہوتا توان کا رنگ زرد پڑ جاتا اور میں نے ان کو کبھی بھی بغیر طہارت کے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں پایا۔ میرا ان کے پاس اکثر آنا جانا تھا میں جب بھی ان کے پاس گیا انہیں تین حالتوں میں سے ایک میں پایا، یا وہ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوتے یا خاموش بیٹھے محبوب حقیقی کی یاد میں مگن ہوتے یا تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے اور بے فائدہ گفتگو کا ان کے ہاں تصور ہی نہیں تھا۔

(۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ جب حضور علیہ السلام کا ذکر سنتے تو جسم کا رنگ اس طرح زرد پڑ جاتا جیسے اس سے خون نچوڑ لیا گیا ہو اور آپ کے ذکر کی ہیبت کی وجہ سے ان کی زبان خشک ہو جاتی۔

(۶) میں اپنے وقت کے مشہور عابد وزاہد حضرت عامر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا جب ان کے سامنے سرکار دوجہاں ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ اتنے روتے کہ آنکھیں خشک ہو جاتیں۔

(۷) مشہور تابعی حضرت امام زہری رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا لوگوں کے ساتھ بڑی خندہ پیشانی سے ملتے جب رسول خدا ﷺ کے حسن وجمال کا تذکرہ ہوتا توان پر ایسی وارفتگی طاری ہو جاتی کہ نہ وہ کسی سے پہچانے جاسکتے اور نہ خود کسی کو پہچان سکتے۔

(۸) حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ جو شب بیدار اور مجتہد تھے میرا ان کے ہاں آنا جانا تھا جب وہ حضور علیہ السلام کی مدح وتعریف سنتے تو رو پڑتے اور اتنی دیر تک روتے رہتے کہ پاس بیٹھنے والے (انتظار کرتے کرتے تھک کر) چلے جاتے۔

(الشفاء ۲، ۵۹۸)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لوگوں کے چلے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"ان کی حالت زار کسی سے دیکھی نہیں جاسکتی تھی۔" (شرح الشفاء)

(۹) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے:۔

"جب محبوب خدا ﷺ کے بارے میں کوئی بات سنتے تو ان کی حالت غیر ہو جاتی اور وہ چیختے چیختے رو پڑتے" (الشفاء ۲، ۵۹۸)

علامہ علی محمد البجاوی حاشیہ شفاء میں لفظ عویل کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:۔

"عویل آواز کے ساتھ رونے کو کہا جاتا ہے۔" (حاشیہ شفاء ۲، ۵۹۸)

(۱۰) امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ کے بارے میں قاضی عیاض رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:۔

"آپ کے چہرہ پر اکثر مسکراہٹ رہتی لیکن حدیث نبوی ﷺ سنتے ہی ان پر خشیت کی کیفیت طاری ہو جاتی۔" (الشفاء ۲، ۵۹۹)

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیرِ اہتمام ہر پیر کو بعد نمازِ عشاء تقریبا ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت:۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی:۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری:۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکادیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے ، رافضی ہوئے ، نیچری ہوئے ، قادیانی ہوئے ، چکڑالوی ہوئے ، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے ، ان سے تابعین روشن ہوئے ، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے ، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)